

غذا میں حلت و حرمت کے معیارات اور قواعد فقہیہ

(حلال سرٹیفیکیشن کے تناظر میں تحقیقی مطالعہ)

Legal Maxims and Standards of Lawful (*Halāl*) and
Unlawful (*Harām*) Food: An Analytical Review in the
Perspective of *Halāl* Certification

ڈاکٹر محمد کاشف شیخ¹

ڈاکٹر سمیع اللہ زبیری²

Abstract

Indeed! Islam introduces clear injunctions about the concept of lawful and unlawful for human life, which applies to all human needs and food products. Food industry has discovered new food products with great interest to introduce delicious recipes and food tastes. Therefore, many aspects of human health and ethics are being neglected for getting a high number of customers in the food industry. Despite all these non-professional acts, there is a great concern of Muslims to analyze the Islamic concept of lawful and unlawful in global context. The issues relating to lawful and unlawful are considered sensitive and critical within the Islamic philosophy, which necessitates careful observance of Islamic guidelines while processing *Halāl*

¹ (اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، فیکلٹی آف سوشل سائنسز، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد):

² (اسسٹنٹ پروفیسر، کلیہ عربی و علوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد)

certification. The present paper discusses standards and legal maxims of Islamic Sharia relating to lawful and unlawful food and their examples for social welfare of humanity. In addition, an overview of the initial steps taken in Pakistan for *Halāl* certification and some applicable recommendations are elaborated.

Keywords: standards, legal maxims, lawful, unlawful, food products, *Halāl* certification

تعارف:

اسلام میں انسانی زندگی میں استعمال کی جانے والی جملہ اشیاء کے بارے میں حلال و حرام کا واضح تصور پیش کیا گیا ہے اور اس کا اطلاق غذا اور خوراک، ادویات اور انسانی تزئین و زیبائش جیسے تمام شعبوں پر ہوتا ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ غذا و خوراک میں انسانی ضرورت کے دیگر شعبوں کے مقابلے میں زیادہ وسعت اور کشش پائی جاتی ہے۔ انسان نے ان شعبوں میں ہر گزرتے دن کے ساتھ نئی جہتیں تلاش کی ہیں، انہیں بڑی عرق ریزی اور دلچسپی کے ساتھ پروان چڑھایا ہے۔ عصر حاضر میں ہر بدلتے دن کے ساتھ Food science اور Food Product کے میدان میں کئی نئے رجحانات متعارف کرائے جا رہے ہیں۔ اشیاء کی حلت و حرمت سے بالاتر ہو کر انسانی صحت اور اخلاق کے معیارات بھی بری طرح پامال کیے جا رہے ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر اس ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حلال و حرام کے جنس و صورت کو شریعت اسلامیہ نے بیان کیا ہے ان کو حلت و حرمت کا تعین کرتے وقت لازمی طور پر پیش نظر رکھا جائے۔ مزید برآں یہ کہ فقہائے اسلام نے نہایت عرق ریزی سے قرآن و سنت کے دلائل کو مد نظر رکھ کر عام افراد کی سہولت کی خاطر نصوص کو سامنے رکھ کر مختلف قواعد فقہیہ بھی بیان کر دیے ہیں۔ اس مقالے میں ان قواعد فقہیہ کو زیر بحث لایا گیا ہے جن کا براہ راست یا بالواسطہ طور پر غذاؤں میں حلت و حرمت کے حوالے سے تذکرہ کیا جاتا ہے۔ ان میں بطور خاص ”الاصول فی الاشیاء الاباحۃ“¹ (اشیاء میں اصل اباحت ہے) ”الیقین لایزول بالشک“² (یقین شک سے زائل نہیں ہوتا) ”الضرر یزال“³ (نقصان دور کیا جائے گا) قابل ذکر ہیں نیز ان قواعد کے چند ضمنی قواعد اور ان سے متعلق عملی مثالیں بھی ذکر کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں حلال سرٹیفیکیشن کے سلسلے میں پاکستان میں اٹھائے گئے ابتدائی اقدامات کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں قواعد فقہیہ اور حلال سرٹیفیکیشن کے اقدامات کی روشنی میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ غذاؤں میں حلت و حرمت

اور حلال سرٹفیکیشن انتہائی حساس نوعیت کے معاملات ہیں ان میں شریعت کے اصولوں کو مد نظر رکھنا اور اس سلسلے میں فیصلہ سازی میں احتیاط کرنا بہت ضروری ہے، زیر نظر مقالے میں اس حوالے سے ضروری سفارشات بھی پیش کی گئی ہیں۔

غذا میں حلت و حرمت کا تصور:

اسلام نے زندگی میں اشیائے ضرورت کی حلت اور حرمت کے واضح تصورات پیش کئے ہیں۔ جس کا اطلاق زندگی کے تمام شعبوں پر ہوتا ہے۔ غذا میں حلت و حرمت کا تصور بھی دیگر شعبہ ہائے حیات کی طرح واضح طور پر بیان کیا گیا ہے تاہم دیگر انسانی ضرورتوں کی طرح کھانے پینے کی چیزوں میں انسان نے ہر گزرتے دن کے ساتھ نت نئی جہتیں تلاش کی ہیں۔ نیز کئی اشیاء بطور دوا و علاج بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ غذائی مصنوعات میں بنیادی طور پر نباتات، جمادات اور حیوانات میں سے مختلف اشیاء خالص حیثیت میں استعمال کے لئے دستیاب ہوتی ہیں یا انہیں دیگر چیزوں سے ترکیب دے کر اور کبھی ان کی ماہیت اور کیفیت بدل کر استعمال کیا جاتا ہے۔

قواعد فقہیہ کا پس منظر:

شریعت اسلامیہ کی توضیح و تشریح اور علوم اسلامیہ کی تدوین کے دوران بالخصوص جب ائمہ مجتہدین کی کاوشوں کے نتیجے میں فقہ اور اس کے اصول کا علم مدون کیا جا رہا تھا، اسی دوران ایک اہم شعبے قانون کی تعبیر کے اصول بھی ترتیب دئے جا رہے تھے۔ قواعد فقہیہ کی ترتیب اور تدوین بتدریج ہوئی ہے۔ فقہائے کرام کے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے احکام پر غور کرنے کے نتیجے میں جب ان احکامات کی علتیں، حکمتیں اور مکمل فلسفہ ان کی نگاہوں میں نکھر کر سامنے آیا تو فقہاء نے انہیں مناسب اسلوب میں مرتب کیا اور بعد کے دور میں جہاں ان قواعد میں اضافہ ہوتا گیا وہیں سابقہ دور کے بیان کردہ قواعد کی زبان و بیان کو مزید نکھارنے کا سلسلہ جاری رہا⁴۔ ان قواعد فقہیہ کو اختصار کے ساتھ سمجھنے کے لیے ذیل کی تعریف اہم ہے:

اصول فقہیہ کلیة فی نصوص موجزة دستوریة تتضمن احکام تشریعیة

عامۃ فی الحوادث التي تدخل تحت موضوعها۔⁵ وہ عام فقہی اصول و ضوابط جنہیں

اختصار کے ساتھ قانون کے اسلوب بیان میں ترتیب دیا گیا ہو جس میں اس ضمن میں پیش آنے

والے معاملات سے متعلق عام قانون اور فقہ دونوں کو سمودیا گیا ہو۔ ان فقہی قواعد کی ہمہ

گیریت علوم اسلامیہ بالخصوص فقہ اسلامی کی طرح زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔

قواعد فقہیہ اور غذا میں حلت و حرمت:

غذا میں حلت و حرمت کے حوالے سے قدیم دور سے فقہاء و مجتہدین جہاں براہ راست قرآن حکیم اور سنت رسول اکرم ﷺ سے استنباط کرتے رہے ہیں وہیں نصوص کی روشنی میں قواعد فقہیہ مرتب کیے جاتے رہے اور ان کی مدد سے آسانی کی خاطر حلال و حرام کے امور میں رہنمائی فراہم کی جاتی رہی ہے۔ عصر حاضر میں غذا میں حلت و حرمت کے مسائل، جو موجودہ زمانے کی تیز رفتار ترقیوں کے باعث گھمبیر ہوتے جا رہے ہیں، قواعد فقہیہ کی روشنی میں زیر بحث لائے جا رہے ہیں۔ لہذا جن قواعد فقہیہ کے ضمن میں غذاؤں کی حلت و حرمت کے مسائل بیان کئے جاتے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) اشیاء میں حلت و حرمت کے تعین کا حق اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے:

غذا میں حلت و حرمت کے سلسلے میں اولین قاعدہ یہ ہے کہ تحلیل و تحریم کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ کسی شے کو حلال قرار دینا ہو یا کسی شے کی حرمت کا تعین کرنا ہو ان دونوں کا حق اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلِ اللَّهُ أَدْنَىٰ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ.“^۶ کہو! تم نے یہ بھی سوچا کہ اللہ نے جو رزق تمہارے لیے اتارا، اس میں سے تم نے کسی کو حرام اور کسی کو حلال ٹھہرایا، کہہ دیجئے کیا اللہ نے تمہیں اس کا مجاز ٹھہرایا تھا یا تم اللہ کے بارے میں افترا پردازی کر رہے ہو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ.“^۷ یہ جو تمہاری زبانیں اللہ پر افترا کرتے ہوئے جھوٹ احکام منسوب کر دیتی ہیں کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے، تو ایسی باتیں نہ کرو، جو لوگ اللہ پر افترا پردازی کرتے ہیں وہ ہرگز کامیاب نہ ہوں گے۔

ایک روایت کے مطابق جب نبی کریم ﷺ سے پوچھا، گھی اور گور خر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”الْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ، وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ.“⁸ حلال وہی سمجھا جائے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے اور اسی کو حرام سمجھا جائے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا ہے، رہی وہ چیزیں جن کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی گئی ہے وہ معاف ہیں۔

اسی طرح فرمان رسول ﷺ ہے:

ما احل الله فهو حلال وما حرم فهو حرام.⁹ جس شے کو اللہ تعالیٰ نے حلال گردانا وہ حلال ہے اور جسے اللہ تعالیٰ حرام کہہ دیں وہ حرام ہے۔

اوپر بیان کئے گئے نصوص سے مترشح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تحریم و تحلیل کا حق رکھتے ہیں جس کی حرمت کی وہ اپنے کلام پاک میں یا اپنے رسول ﷺ کی زبانی انسانوں کو آگاہی دیتے ہیں، کیوں کہ کسی فرد کا خواہ وہ کس قدر بڑا عالمِ یافقیہ کیوں نہ ہو یا کسی بھی مذہب کا رہنما و پیشوا ہو اس کے لئے ہر گز روا نہیں ہے کہ وہ تحلیل و تحریم کا حق اپنے ہاتھ میں لے کیوں کہ قرآن حکیم کی رو سے یہ صریح شرک ہے اور اس پر مذکورہ آیات شاہد ہیں۔

(۲) اشیاء میں اصل اباحت ہے:

اللہ تعالیٰ نے جو اشیاء انسان کے لئے پیدا کی ہیں ان میں بیشتر اشیاء حلال ہیں اور حرام اشیاء محدود ہیں۔ اسی نکتے کو فقہاء نے اس انداز سے واضح کیا ہے کہ اشیاء کی اصل نوعیت ہی یہ ہے کہ انہیں مباح سمجھا جائے گا الا آنکہ کسی چیز کی حرمت صریح دلیل سے ثابت ہو جائے۔ اس کی دلیل قرآن حکیم کی آیت کریمہ ہے جس میں اس حقیقت کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ کائنات اور اس میں جو کچھ موجود ہے اسے اللہ تعالیٰ نے انسان کے فائدے کے لیے پیدا کیا ہے۔ فرمان ربانی ہے:

”هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا.“¹⁰ وہ اللہ ہی ہے جس نے زمین پر موجود ہر چیز کو تمہارے فائدے کے لیے پیدا کیا ہے۔

حقیقت میں جب کائنات میں موجود تمام دور و نزدیک کی اشیاء پر نظر ڈالی جائے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی اور بالخصوص روئے زمین کی اشیاء کو انسان کے مفاد میں اور انسانوں کا خدمت گزار بنا کر پیدا کیا ہے۔ انسان ان اشیاء سے اسی وقت فائدہ اٹھا سکتا ہے جب شرعاً اس کے لیے فائدہ اٹھانا جائز بھی ہو۔ اس لیے اشیاء میں اباحت کا پہلو زیادہ نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ اس بارے میں حرمت اور توقف کے اقوال بھی منقول ہیں لیکن جس قول کو ترجیح دی گئی ہے وہ یہی ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے، یہاں ہم اس کی تفصیل میں نہیں جائیں گے۔ الاصل في الاشياء

الاباحۃ¹¹۔ اس قاعدے میں جو اباحت کا ذکر کیا گیا ہے وہ ان اشیاء کے بارے میں ہے جن کی حلت و حرمت کے بارے میں نصوص خاموش ہیں۔ جن اشیاء کو نصوص میں حلال یا حرام قرار دے دیا گیا ہے وہ اشیاء تو نص کی تصریح کے مطابق حلال یا حرام ہی قرار دی جائیں گی۔ اسی پہلو کو نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

”ما احل الله فهو حلال وما حرم فهو حرام وما سكت عنه فهو عفو فاقبلوا من

الله عافيته فان الله لم يكن لينسى شيئا.“¹² جس شے کو اللہ نے حلال قرار دیا ہے وہ

حلال ہے اور جسے حرام قرار دے دیا ہے وہ حرام ہی ہے اور جس شے کے بارے میں خاموشی

اختیار فرمائی ہے وہ معاف ہے (یعنی دوسرے لفظوں میں وہ شے مباح ہے) اللہ تعالیٰ کی طرف

سے مہیا کردہ عافیت کو قبول کر لو اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو فراموش کرنے

والے نہیں ہیں۔ (کہ کسی شے کی حلت و حرمت حیثاً اہم معاملہ بیان کرنے سے رہ گیا ہو، ایسا

ممکن نہیں)

ان تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ اشیاء میں اصل حلت ہے اور حرمت کا تعین کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت ہے اسی طرح بدن مسلم کے سلسلے میں اصل حکم طہارت کا ہے اور نجاست یا ناپاکی ایک طرح کا عارضی امر ہے اور اصل کو ثابت کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کھانے پینے کی چیزوں کے سلسلے میں واضح رہے کہ جہاں کوئی حرمت کی دلیل نہ ہو تو اسی قاعدے یعنی اشیاء میں اصل اباحت ہونے کی رو سے اس شے کو حلال قرار دیا جاتا ہے۔

انسانی ضرورت کی اشیاء میں سے غذاؤں سمیت کئی ایک دواؤں میں جلاٹین اور الکحل کا استعمال بڑے پیمانے پر کیا جا رہا ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ ان کا اصل منبع جہاں سے یہ اجزاء حاصل یا تیار کئے جا رہے ہیں وہ حرام جانور ہوں البتہ اس کے باوجود بعض اشیاء میں خنزیر اور مردار جانوروں کی چربیوں ملائی جاتی ہیں۔ دنیا میں جس تیزی کے ساتھ آبی ذخائر میں کمی واقع ہو رہی ہے اس کمی اک ازالہ کرنے کے لئے ناپاک پانی کو پینے اور دیگر استعمال میں لانے کے لیے کیمیاوی طریقے سے صاف کر کے قابل استعمال بنایا جاتا ہے اور اس کی ٹیکنالوجی اب عام ہوتی جا رہی ہے۔ جانوروں کی غذا کے طور پر جانوروں کے فضلات اور آلائشوں کی آمیزش سے مصنوعی غذا تیار کی جاتی ہے۔ ان میں سے جو اشیاء ناپاک ہوں، حرام جانوروں سے حاصل کی گئی ہوں ان کی ماہیت کو کیمیاوی عمل کے ذریعے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ گویا آج کل صنعتوں میں کیمیاوی عمل کے بعد اشیاء کی اصل ماہیت تبدیل کر دی جاتی ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ماہیت مکمل طور پر تبدیل ہو جاتی ہے اور اس طرح ماہیت کی تبدیلی کے بعد ان کے حکم میں تبدیلی آسکتی ہے یا نہیں؟ ان معاملات کا گہری نظر سے جائزہ لینے کی ضرورت

سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔ اس سلسلے میں یہ ضرور پیش نظر رہنا چاہئے کہ فقہاء نے تبدیلی ماہیت کی ضابطہ بندی کی ہے جس کی روشنی میں ماہیت بدل جانے کی صورت میں شے کے سابقہ حکم میں تبدیلی آسکتی ہے۔ اس حوالے سے مزید بیان کیا گیا ہے کہ ناپاک شے کی تطہیر کا ایک عام ضابطہ استحالہ اور تبدیلی ماہیت کا ہے یعنی شے کی اپنی حقیقت اور ماہیت تبدیل ہو جائے تو شے کا سابقہ حکم باقی نہیں رہتا چنانچہ اس سلسلے میں ایک نظیر یہ پیش کی جاتی ہے کہ جب کوئی کتانمک کی کان میں گر کر نمک کا حصہ بن جائے اور اسی طرح اگر گوبر آگ میں جل کر راکھ کا حصہ بن جائے تو ان دونوں صورتوں میں نمک اور راکھ شرعاً پاک سمجھے جاتے ہیں، اور جب اس کی وجہ پر غور کیا گیا تو یہ معلوم ہوا کہ:

”وجه قول مُحَمَّد أَنَّ النَجَاسَةَ لَمَّا اسْتَحَالَتْ، وَتَبَدَّلَتْ أَوْصَافُهَا وَمَعَانِيهَا خَرَجَتْ عَنْ كَوْنِهَا نَجَاسَةً؛ لِأَنَّهَا اسْمٌ لِذَاتٍ مَوْصُوفَةٍ، فَتَنُوعُهُم بَانْعَادَامِ الْوَصْفِ، وَصَارَتْ كَالْخَمْرِ إِذَا تَخَلَّلَتْ۔“¹³ احناف میں سے امام محمد کی طرف منسوب اس قول کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ نجس شے کی حقیقت اس کے اوصاف وغیرہ میں تبدیلی کی وجہ سے تبدیل ہو جائیں تو اس صورت میں وہ شے نجس نہیں رہتی کیونکہ نجس یا ناپاک ہونا کسی خاص شے میں پایا جانے والا ایسا وصف ہے جس کے ختم ہونے سے ظاہر بات ہے کہ اس شے پر نجاست کا اطلاق نہیں کیا جاسکے گا اور اس کی ماہیت بھی ویسے ہی تبدیل مانی جائے گی جیسے شراب کی ماہیت تبدیل ہو کر وہ سرکہ بن جائے تو نجس نہیں رہے گا۔

(۳) یقین کو شک کی وجہ سے نہیں بدلا جاسکتا اور نہ یقین کو شک کی وجہ سے ختم کیا جاسکتا ہے:

اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ کسی شے کے بارے میں حلال ہونے کا حکم لگانا کسی شے کے پاک ہونے کے بارے میں فیصلہ کرنا ان امور میں سے ہیں کہ جنہیں شریعت میں بنیادی، اہم ہی نہیں سمجھا جاتا بلکہ ایسے امور کا فیصلہ یقین کی حد تک علم نہ ہونے کی صورت میں نہیں کیا جاسکتا اور اسی طرح اشیاء کے بارے میں اس کے برعکس حکم لگانا اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ وہ برعکس حکم لگانے کے لئے کوئی یقینی دلیل نہ پائی جائے محض وہم یا شک کی بنیاد پر کسی شے کی حرمت یا نجاست کا حکم نہیں لگایا جاسکتا اور اسی سلسلے میں یہ قاعدہ بیان کیا گیا ہے: **الیقین لا يزول بالشك۔**¹⁴

اس قاعدے کی بنیاد نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہے:

”إذا وجد أحدكم في بطنه شيئاً فأشك علىه، أخرج مني شئاً أم لا، فلا يخرج من المسجد حتى يسمع صوتاً أو يجد ريحاً“¹⁵ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ

محسوس کرے اور اس پر معاملہ خلط ملط ہو جائے یعنی اسے سمجھ ہی نہ آرہی ہو کہ ریح خارج ہوئی ہے یا نہیں تو ایسی صورت میں اسے یہ سمجھ کر کہ وضو ٹوٹ گیا ہے مسجد سے نہیں نکل جانا چاہئے الا آنکہ جب تک اسے ریح کی آواز نہ سنائی دے یا وہ اس کی بونہ سونگھ لے۔

اس قاعدے کی تفہیم کی غرض سے ایک نظیر جو کتب فقہ میں مذکور ہے بیان کی جارہی ہے۔ مثال کے طور پر اگر گوشت کی خریداری کے وقت خریدنے والا یہ دعویٰ کر دے کہ اس کے ہاتھ فروخت کیا جانے والا گوشت مردار جانور کا ہے یا وہ کہے کہ یہ گوشت کسی غیر مسلم مجوسی کے ہاتھ سے ذبح کئے ہوئے جانور کا ہے لیکن فروخت کرنے والا خریدنے والے کے ان دعوؤں کی تردید کرتا ہو تو اس صورت میں فروخت کنندہ کی بات کا اعتبار کیا جائے گا اور خریدار کے شک کو اہمیت نہیں دی جائے گی حالانکہ بالعموم تجارتی سودوں میں خریدار کے قول کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔¹⁶

اگر کسی شے کی حلت و حرمت کے معاملے میں دلائل باہم متضاد ہوں تو احتیاط پر مبنی پہلو پر عمل کیا جائے گا البتہ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ احتیاط صرف اس میں منحصر نہیں ہے کہ کسی چیز کو ہر صورت حرام ہی قرار دیا جائے بلکہ احتیاط کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اصل حکم پر عمل کیا جائے اور یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے الا آنکہ اس شے کی حرمت کی واضح دلیل موجود ہو۔¹⁷ اسی طرح حلت و حرمت کا فیصلہ محض بے بنیاد خبروں اور افواہوں کی بنیاد پر نہیں کیا جاسکتا کہ جس کے پیچھے کوئی حتمی معلومات یا دلائل نہ ہوں یا جس بات کے کہنے والے کا کوئی اتا پتہ نہ ہو ایسی صورت میں کسی شے کی حرمت کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا اس لئے اب یہ کام اپنی تمام تر تفصیلات کے ساتھ مسلم دنیا یا جہاں بھی مسلمان آباد ہیں بلکہ اہل کتاب میں سے جو حلال فوڈ کے حوالے سے محتاط رہتے ہیں سب کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے حلال سرٹیفیکیشن کے ادارے وجود میں آچکے ہیں۔

یہ سب کچھ اس ایک پہلو کو سامنے رکھ کر کیا جا رہا ہے جس کی حد بندی شریعت نے کر دی ہے کہ یقین کو شک سے نہیں بدلا جاسکتا۔ مزید برآں اسی قاعدے کی ضمن میں کتب فقہ میں ایک اور اصول غلبۂ ظن کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کا تصور کچھ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ جس چیز کی حلت و حرمت کے بارے میں بہت واضح طور پر کوئی دلیل موجود نہ ہو لیکن ظاہری حالات سے اس کی حلت یا حرمت میں سے کسی ایک پہلو کا غالب گمان حاصل ہو رہا ہو تو ایسی شے کے بارے میں غالب گمان کی بنیاد پر لگائے جانے والے حکم کو معتبر قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں امام سیوطیؒ اور علامہ ابن نجیمؒ نے بطور مثال چند امور ذکر کئے ہیں۔

امام سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ اگر کسی جگہ حلال جانور کا گوشت پایا جائے اور لوگ اس بارے میں شک میں مبتلا ہوں کہ یہ گوشت مردار کا ہے یا یہ جانور حلال ہے اور شرعی احکام کے مطابق ذبح کیا گیا ہے تو ایسی صورت حال میں اس جانور کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے خواہ اس جانور کے غیر شرعی ذبیحہ ہونے یا قرار دیے جانے کا کوئی قرینہ نہ پایا جاتا ہو۔ اس کی ایک اور صورت یہ ہے جس کا تذکرہ دیگر مجتہدین نے کیا ہے کہ اگر اس مقام کی آبادی کی اکثریت جہاں حلال جانور کا گوشت پایا گیا ہے مجوسیوں کی ہو تو غالب گمان کی بنا پر گوشت کو نجس قرار دیا جائے گا اور اگر وہاں رہنے والوں کی اکثریت مسلمانوں کی ہو تو وہ گوشت حلال تصور کیا جائے گا۔¹⁸

ابن نجیمؒ نے اس سلسلے میں ایک اور قاعدہ ذکر کیا ہے جو امام سیوطیؒ کے ہاں امام شافعیؒ کے حوالے سے منقول ہے:

”ان ما ثبت بیقین لا یرتفع الا بیقین“۔¹⁹ بلاشبہ جو چیز یقینی طور پر ثابت ہو اس کا ثبوت اسی جیسی یقینی دلیل کے بغیر ختم نہیں ہوگا۔

ابن نجیمؒ نے اس میں اضافہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

والمراد به غالب الظن۔²⁰ یعنی اس قاعدے میں لا یرتفع الا بیقین سے مراد غالب ظن ہے۔

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

”وغالب الظن عندهم ملحق بالیقین وهو الذی مایبنتی علیہ الاحکام۔“²¹ غالب گمان

کو فقہاء نے یقین کے ساتھ مربوط قرار دیا ہے اور اس کے بارے میں احکام اسی بنیاد پر لاگو کیے جاتے

ہیں۔

غالب گمان کے درج بالا اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے قرار دیا جاسکتا ہے کہ بالعموم مسلمانوں کے بازاروں میں جو چیزیں فروخت کی جارہی ہیں اگرچہ ان میں یہ امکان بھی ہوتا ہے کہ ان میں چوری یا غصب کا مال ہو لیکن مسلمانوں کی اکثریت ایسے کاموں سے پرہیز کرتی ہے اس لیے بلا تحقیق مسلمانوں کے بازاروں میں خرید و فروخت کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ مسلم اکثریتی آبادی کے بازار میں بکنے والا گوشت خریدنا اور استعمال کرنا جائز ہے کیوں کہ ایسی صورت میں غالب آبادی کے مسلمان ہونے کا قرینہ معتبر سمجھا جائے گا الا یہ کہ اس کے خلاف کوئی ایسی نمایاں دلیل یا قرینہ پایا جاتا ہو جس کی بنیاد پر اس شے کی حرمت کا حکم صادر کرنا پڑے۔

(۴) جب کسی شے میں حلال و حرام دونوں پہلو جمع ہو جائیں تو حرمت کے پہلو کو ترجیح دی جائے گی:

کسی شے میں حلال اور حرام دونوں پہلو جمع ہو جانے کی صورت میں حرمت کے پہلو کو ترجیح حاصل ہوگی۔ اس سلسلے میں جو قاعدہ ذکر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے: ”اذا اجتمع الحلال و الحرام غلب الحرام“۔²² اس سے ملتے جلتے الفاظ میں محدثین نے حدیث رسول ﷺ بھی بیان کی ہے۔

”ما اجتمع الحلال والحرام الا غلب الحرام الحلال“۔²³

امام سیوطیؒ اور ابن نجیمؒ نے اس قاعدے کی بنیاد پر غذا کی حلت و حرمت کے سلسلے میں کئی نظیریں بیان کی ہیں۔²⁴ مثلاً:

- جانور کو ذبح کرتے وقت چھری مسلمان کے ہاتھ میں ہے لیکن غیر مسلم نے مسلمان کا ہاتھ پکڑ کر چھری چلا دی تو ایسا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

- اگر مردار کی چربی تیل کے ساتھ مل جائے تو ایسے تیل کا استعمال جائز نہیں ہے۔ البتہ شدید ضرورت میں جائز ہے۔

- اگر گائے کا دودھ کسی وجہ سے گدھی کے دودھ میں مخلوط ہو جائے تو ایسے دودھ کو استعمال کرنا درست نہیں ہے۔

- اور اگر کتے کے اختلاط سے بکری کا بچہ پیدا ہو تو وہ حلال نہیں ہوگا۔ گدھے اور گھوڑی سے مل کر نچر پیدا ہوا تو اس کی قربانی جائز نہیں۔

- اسی طرح اگر ذبح شدہ جانور اور مردار جانور کے درمیان اشتباہ ہو جائے تو اس صورت میں غور و خوض کیے بغیر ان سب کا استعمال ممنوع ہوگا لیکن اس کی مزید تفصیل کرتے ہوئے بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر مردار ایک آدھ ہو جو تمام شہر کے ذبح شدہ جانوروں کے ساتھ مخلوط ہو جائے تو اس صورت میں بلا اختلاف تمام جانور جائز ہیں۔

درج بالا قاعدے اور اس کے نظائر کے پیش نظر یہ کہنا درست ہے کہ جب حلال و حرام میں اشتباہ آجائے تو اس صورت میں احتیاطاً حرمت کا پہلو قابل ترجیح ہوگا سوائے اس صورت کے کہ جب حلت کے پہلو کو قرائن کی مدد سے ترجیح دی جاسکتی ہو یا شدید ضرورت کی بنا پر اس کے سوا کوئی چارہ کار یا کوئی متبادل صورت نہ ہو۔

(۵) نقصان کا ازالہ کیا جائے گا:

نقصان سے بچنا شریعت کے مقاصد میں سے ایک ہے اور اسی سلسلے میں یہ قاعدہ بیان کیا جاتا ہے الضرر یزال۔²⁵

نبی اکرم ﷺ کی ایک روایت اسی مفہوم میں بیان کی گئی ہے:

”لا ضرر ولا ضرار“²⁶ (اسلام کی رو سے) نہ تو خود نقصان اٹھانا درست ہے اور نہ ہی دوسرے کو نقصان پہنچانا درست ہے۔

شریعت میں دفع مضرت یعنی نقصانکے ازالے اور اس سے بچانے کو نمایاں اہمیت دی گئی ہے اور اس کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے حفظ جان اور حفظ مال کو مقاصد شریعت کا اہم حصہ شمار کیا گیا ہے اور اس کے بغیر شریعت کے مقاصد و محاسن کی آبیاری ممکن نہیں۔ اس لیے فلاح و بہبود، امن عامہ، صحت و صفائی کے تصورات کو روز اول سے شریعت نے مقدم رکھا ہے اور انہیں بنیادوں پر اسلام کا نظام معاشرت تشکیل دیا گیا ہے۔ اس لیے انسان کے لیے تیار کی جانے والی غذاؤں اور اشیائے خورد و نوش میں ان پہلوؤں کو مد نظر رکھنا شریعت کا بنیادی تقاضا ہے کہ ان اشیاء کی تیاری میں اور ان اشیاء کو محفوظ بنانے میں استعمال ہونے والے اجزاء ترکیبی کے بارے میں یہ یقینی بنایا جائے کہ وہ اجزاء ضرر رساں نہیں بلکہ انسانی صحت کے ضامن ہوں۔

اسی قاعدے سے مماثل ایک اور قاعدہ کتب قواعد فقہیہ میں مذکور ہے جس سے اس قاعدے کا تصور زیادہ نمایاں ہوتا ہے:

”درء المفسد اولی من جلب المصالح“²⁷ مفسد یعنی خرابیوں اور نقصانات سے چھٹکارا پانا مصالح یا فوائد حاصل کرنے سے مقدم (زیادہ بہتر) ہے۔

ان قواعد کو سامنے رکھتے ہوئے اور ان کی رعایت کرتے ہوئے شریعت میں ان اشیاء کی ممانعت وارد ہوئی ہے جس میں جسمانی طور پر یا مالی طور پر انسان کا نقصان سے دوچار ہونے کا اندیشہ ہو۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

”ولا تقتلوا انفسکم ان الله کان بکم رحیماً“²⁸ اور اپنے آپ کو خود قتل نہ کرو یعنی خود کو

ہلاکت میں مبتلا مت کرو اور بلاشبہ اللہ تم پر بہت مہربان ہے۔

اسی بنیاد پر شریعت میں حلال و حرام کے تصورات پیش کئے گئے ہیں کہ جس چیز کا کھانا ضرر رساں ہو اس کا کھانا حرام ہے اور ہر وہ پاکیزہ اور طیب چیز جس میں ضرر نہیں ہے اسے کھانا جائز رکھا گیا ہے۔

حلال کافروغ ایک اہم تقاضا:

مذکورہ بحث سے ایک اہم عصری تقاضے کی جانب نشان دہی ہوتی ہے کہ اس وقت دنیا بھر میں جب کہ حلال و حرام کو آپس میں خلط ملط کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں مسلمانوں کو خواہ ان کا تعلق کسی بھی طبقے یا شعبہ حیات سے ہو مشترکہ طور پر اس ذمے داری کو ادا کرنا چاہئے کہ حلال کافروغ دیں اور حرام کی راہیں مسدود کرنے کی مخلصانہ جدوجہد کریں۔ حلال و حرام سے متعلق نصوص اور مذکورۃ الصدر قواعد فقہیہ کی روشنی میں تجزیہ کیا جائے تو بآسانی سمجھا جاسکتا ہے کہ حلال و حرام غذاؤں کے تعین کے لیے شریعت کے معیارات کیا ہونے چاہئیں۔ شریعت کے حلال و حرام کے متعین اور دو ٹوک معیارات ہیں جب کہ عصر حاضر میں دنیا میں رائج مختلف ملٹی نیشنل کمپنیوں کے اپنے علاحدہ معیارات ہیں جن کے کاروباری دنیا میں مارکیٹنگ اور اپنی پراڈکٹ کو بڑے پیمانے پر فروخت کرنے کے مخصوص اہداف کسی سے پوشیدہ نہیں۔ صحت و صفائی کے حوالے سے بھی ان کمپنیوں کے اپنے ہی معیارات ہیں کہ ان کمپنیوں نے ایک طرف ظاہری صفائی ستھرائی اور مضر صحت اشیاء کے استعمال کے حوالے سے سخت ترین شرائط و ضوابط لاگو کر رکھی ہیں دوسری طرف ان کی نظر میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے واضح طور پر حرام قرار دیے گئے خنزیر کے گوشت اور خمر کو بلا تامل دنیا میں فروغ دیا جا رہا ہے جنہیں خبیث (انتہائی نجس، ناپاک اور مضر صحت) بلکہ ام الخبائث ہونے کی بنا پر حرام قرار دیا گیا ہے۔ فی زمانہ یہ حقیقت کھل کر سامنے آچکی ہے کہ سرمایہ دارانہ سوچ اور مقاصد پر کارفرما ملٹی نیشنل کمپنیوں نے مسلمانوں پر بالخصوص اور تمام انسانیت پر بالعموم یلغار کر دی ہے اور یہ کمپنیاں حرام اجزاء کو غذائی اشیاء میں ملا کر دنیا کو حرام کا عادی بنانے میں مصروف ہیں۔ اسلام سمیت بالعموم تمام مذاہب میں سور کے گوشت اور شراب کو حرام سمجھا جاتا ہے لیکن ملٹی نیشنل کمپنیاں مذاہب عالم کی مشترکہ تعلیمات سے انحراف کی مرتکب ہو رہی ہیں۔ ان کمپنیوں نے کہیں تو بلا واسطہ طور پر انسانوں کو حرام کھانے کا عادی بنادیا ہے اور جہاں مزاحمت کا امکان ہو سکتا ہے وہاں انہوں نے بالواسطہ طور پر حلال غذائی اشیاء کو ان میں حرام اجزاء ترکیبی ملا کر مضر صحت بنادیا ہے۔ ان کمپنیوں کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ غذائی اشیاء کو لمبے عرصے تک محفوظ رکھنے کے لیے اسی طرح ان کے ذائقے اور رنگ کے نام پر ان میں مختلف اجزاء شامل کرتے ہیں اور ان اجزاء کی ترکیبی کی فہرست ایسے کوڈز کی مدد سے پیش کی جاتی ہے جنہیں پہچاننا عام افراد کے لیے مشکل ہے۔ بعض اوقات غذاؤں اور دواؤں میں مختلف حرام اجزاء کا استعمال کیا جاتا ہے ان میں جلاٹین (Gelatin)، الکحل، جانوروں کے فضلات اور خون وغیرہ شامل ہیں۔ جلاٹین جانوروں کی ہڈیوں اور کھالوں سے حاصل ہونے والے کولاجین (Collagen) سے بنتا ہے یہ جانور خنزیر بھی ہو سکتے

ہیں اور دیگر مردار یا غیر شرعی مذبحہ جانور بھی۔ اسی طرح خنزیر کے گوشت کی اوپری پرت سے بنے جلاٹین کو بطور خاص کیمپسول میں شفافیت اور پک لانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ تاہم جلاٹین حلال مذبحہ جانوروں سے بھی حاصل کی جاتی ہے جس کے حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ میتھائل اور ایتھائل الکحل دونوں نشہ آور ہوتے ہیں۔ مختلف مشروبات اور دواؤں میں زیادہ تر ایتھائل الکحل استعمال کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں جانوروں کے لیے مصنوعی غذاؤں کی تیاری میں گیہوں اور مکئی کے چوکر، مختلف سبزیوں اور پھلوں کے چھلکوں کے ساتھ نجاست، کھال، ہڈی آنتیں وغیرہ بھی ملائی جاتی ہیں کیوں کہ ان سے مرغیوں اور پرندوں کی غذا میں بڑی مقدار میں پروٹین حاصل کی جاتی ہے۔²⁹

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے فیصلے میں مذکورہ بالا اشیاء کے بارے میں جو اصولی نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے وہ یہ ہے:

”اکیڈمی کے سامنے مختلف فنی ماہرین کے ذریعے جو تحقیقات سامنے آئی ہیں، اس کے مطابق جلاٹین میں جن جانوروں کی کھال یا ہڈیوں سے اسے حاصل کیا گیا ہو، ان جانوروں کی کھالوں اور ہڈیوں کی اصل حقیقت باقی نہیں رہتی جن کے کولا جن سے جلاٹین بنایا جاتا ہے بلکہ وہ ایک نئی حقیقت کے ساتھ نئی چیز ہو جاتی ہے اس لیے اس کے استعمال کی گنجائش ہے۔۔۔ بعض دواؤں میں ایتھائل الکحل استعمال ہوتا ہے یہ نشہ آور ہے، اور دوا میں شامل ہونے کے باوجود بھی اس کی حقیقت میں تبدیلی رونما نہیں ہوتی لیکن علاج و معالجہ کے باب میں شریعت نے جو سہولت روا رکھی ہے اس کے تحت مجبوراً الکحل آمیز ادویہ کا استعمال درست ہے۔“³⁰

”جانوروں کی آلائشوں اور فضلات کی آمیزش سے جانوروں کے لیے تیار کی گئی غذاؤں پر بھی قلبِ ماہیت کے اصول کا اطلاق ہو گا۔“³¹

اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے اسی سیمینار میں جس میں قلبِ ماہیت کے اصول کے تحت جلاٹین کے استعمال کی گنجائش کا فیصلہ صادر کیا، مسلمان صنعت کاروں سے یہ اپیل بھی کی کہ: ”وہ حلال جانور اور اس کے حلال اور پاک اجزاء سے جلاٹین تیار کریں تاکہ اس کے حلال و پاک ہونے میں کوئی شبہ نہ رہے۔“³²

اسی طرح اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۵ تا ۲۰ جنوری ۲۰۱۰ء میں دواؤں میں الکحل کے استعمال سے متعلق مشروط اور محدود استعمال کا جواز بیان کرتے ہوئے تمام ادویہ سازی سے منسلک مسلمانوں کے اداروں پر زور دیا ہے کہ:

”دواؤں میں الکحل کے استعمال سے بچنے اور اس کا متبادل تلاش کرنے میں حتی الامکان کوشش کریں۔“³³

علاوہ ازیں دل کی بیماریوں میں ایک مائع انجماد خون دوا (New Heparin) کی تیاری میں خنزیر سے حاصل شدہ اجزاء کے سلسلے میں استخالہ کے اصول کی بنیاد پر اکیڈمی نے جواز کا فیصلہ صادر کرتے ہوئے اسلامی ممالک کی وزارت صحت سے منسلک ذمہ داران سے اپیل کی کہ وہ ایسی دواؤں کی تیاری میں خنزیر کے بجائے صحت مند گائے اور بیل کے اجزاء استعمال کرنے پر ادویہ ساز اداروں کو آمادہ کریں۔³⁴

درج بالا فیصلوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس حقیقت کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ خنزیر، الکحل، جانوروں کے فضلات اور خون کی آمیزش اور دیگر اجزاء سے تیار کی گئی غذائی مصنوعات اور ادویات سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہے لیکن اس سلسلے میں بڑی دشواری یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں Food Science اور ادویہ سازی کے میدان میں مزید ترقی و توسیع کا سلسلہ جاری ہے اور اس کی قیادت ان لوگوں یا اداروں کے ہاتھ میں ہے جن کی اپنی اقدار ہیں اور وہ مسلمانوں کی اقدار کا خیال رکھنے کے پابند نہیں۔ اس لیے انسانیت کو اس مشکل صورت حال سے نجات دلانے کے لیے ضروری ہے کہ اس میدان میں مسلمان دینی اقدار و روایات کے ساتھ پیش رفت کریں۔ امید افزا پہلو یہ ہے کہ یہ آواز ہر طرف سے بلند ہو رہی ہے اور اب پاکستان سمیت تمام مسلم دنیا میں اور جہاں بھی مسلمان آباد ہیں حلال کو فروغ دینے کے لئے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

پاکستان میں حلال سرٹیفیکیشن کی ابتدا اور تقا :

یہ خوش آئند امر ہے کہ دنیا بھر میں حلال غذا کا تعین کرنے کے لئے باقاعدہ ادارے قائم کئے جا رہے ہیں۔ حکومتی سطح پر مسلم ممالک میں اور بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے ادارے اور اتھارٹیز قائم کر دیے گئے ہیں، ان کے باقاعدہ خطوط کار اور رہنما ضابطے وضع کئے گئے ہیں جن کی روشنی میں بورڈ فیصلے کرتے ہیں اور ان بورڈز میں صرف ماہرین شریعت ہی نہیں بلکہ غذائی اجزاء اور ان کی عالمی سطح پر فراہمی کے بارے میں مکمل معلومات رکھنے والے ماہرین اور انتظامی محکموں سے تعلق رکھنے والے منتخب عہدیداران بھی شریک ہیں۔ اس طرح اندرون ملک تیار یا بیگ کی جانے والی کسی قسم کی غذائی مصنوعات یا بیرون ملک سے درآمد کی جانے والی غذائی اجناس کے بارے میں یہ تعین کیا جاسکتا ہے کہ ان غذائی مصنوعات میں کسی قسم کے ممنوعہ یا حرام اجزاء کی آمیزش نہیں کی گئی ہے، ان اداروں میں کئی ایک ادارے حکومتی انتظام سے ہٹ کر بھی قائم کئے گئے ہیں۔ پاکستان میں حلال سرٹیفیکیشن کی باضابطہ سرگرمیاں قدرے تاخیر سے شروع ہوئیں اس

کی وجہ شاید یہ رہی ہو کہ پہلے پہل ملک میں غذائی اجناس کے حوالے سے درآمدات پر زیادہ انحصار نہیں کیا جاتا تھا اور اس کے علاوہ یہ بات اپنی جگہ اہم ہے کہ معاشرے کی مجموعی اخلاقی صورت حال کے تناظر میں حلال و حرام کی رعایت بالعموم ہر طرح کے معاملات میں رکھی جاتی تھی۔ ضابطہ بندی و قانون سازی کی ضرورت اسی وقت محسوس کی جاتی ہے جب معاشرے میں کوئی غلط روایت پروان چڑھ رہی ہو مزید برآں یہ کہ اشیائے خورد و نوش میں ہر گزرتے دن کے ساتھ تنوع اور پیچیدگی بھی بڑھتی جا رہی ہے اس لئے اس امر کی ضرورت تھی کہ ان امور کے حوالے سے نہ صرف ضابطہ بندی اور قانون سازی کی جائے بلکہ ایسے محکمے اور ادارے قائم کئے جائیں جو اشیائے خورد و نوش اور دیگر استعمال کی اشیاء کے بارے میں شرعی اصولوں کے مطابق حلال و حرام کا تعین کر سکیں۔ پاکستان میں ۱۹۹۶ء میں حلال سرٹیفیکیشن کے حوالے سے ابتدائی کام ہوا جسے بعد ازاں نظر ثانی کے مراحل سے گزارا جاتا رہا تاہم اس سلسلے میں ایک اہم قدم اس وقت اٹھایا گیا جب پاکستان اسٹینڈرڈ اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی (PSQCA) کی جانب سے اسٹینڈرڈ کی تیاری کا کام شروع کیا گیا اور اس ضمن میں دو اہم اسٹینڈرڈ تیار کئے گئے، ان میں سے ایک PS: 3733 ہے جو حلال سرٹیفیکیشن ہاؤس کے لئے ہے جس کا اطلاق حلال سرٹیفیکیشن ہاؤس مینوفیکچرنگ کمپنی پر کرتی ہے جب کہ وہ کمپنی اپنی کسی پراڈکٹ کی حلال سرٹیفیکیشن کرانا چاہتی ہو اور دوسرا اسٹینڈرڈ PS: 4992 ہے اس کا اطلاق پاکستان نیشنل ایکریڈیشن کونسل (PNAC) حلال سرٹیفیکیشن ہاؤس پر کرتی ہے یعنی کسی حلال سرٹیفیکیشن ہاؤس کی رجسٹریشن اور اس کی سرٹیفیکیشن کی تصدیق کونسل کی جانب سے اس اسٹینڈرڈ کی روشنی میں کی جاتی ہے۔

پاکستان نیشنل ایکریڈیشن کونسل (PNAC) کی ویب سائٹ³⁵ پر جن حلال سرٹیفیکیشن ہاؤس کا تذکرہ کیا گیا ہے ان میں درج ذیل کمپنیاں شامل ہیں:

ایس جی ایس پاکستان (SGS Pakistan)

آر آئی اینڈ سی اے (Renaissance Inspection & Certification Agency)

ایم ایس بیورو (M/S Bureau Veritas Certification)

پنجاب حلال فوڈ ایجنسی (Punjab Halal Development Agency)

سنہا حلال ایسوسی ایٹس (SANHA Halal Associates Pakistan)

انٹرنیشنل حلال سرٹیفیکیشن (International Halal Certification)

پاکستان حلال اتھارٹی کا قیام:

پاکستان میں پاکستان حلال اتھارٹی کا قیام ابتدائی مراحل میں ہے تاہم اس سے پہلے وزارت سائنس و ٹیکنالوجی کے تحت قائم اداروں PSQCA اور PNAC کے ذریعے حلال اسٹینڈرز کے اطلاق کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ پاکستان حلال اتھارٹی ایکٹ کے سیکشن ۱۰ کے مطابق اتھارٹی کے اختیارات اور کام جو اتھارٹی کی ویب گاہ پر بتائے گئے ہیں ان میں سے نمایاں یہ ہے کہ کسی قسم کی اشیاء اور بین الاقوامی اور بین الصوبائی سطح پر ہونے والی ان کی خرید و فروخت، نقل و حمل اور درآمد و برآمد ہر ایک کے سلسلے میں وضع کردہ پروگراموں اور منصوبوں میں حلال کو فروغ دینے کی حکمت عملی کی تیاری سے لے کر اس کی تفصیل تک جملہ امور کو یقینی بنایا جائے۔³⁶ مارچ 2016ء میں جو پاکستان حلال اتھارٹی ایکٹ گزٹ کیا گیا ہے اس میں حلال سرٹیفیکیشن کے سلسلے میں OIC (اسلامی کانفرنس کی تنظیم) کی حلال سے متعلق گائیڈ لائن کو بنیاد بنایا گیا ہے اور حلال اتھارٹی کے دائرہ کار میں ان تمام امور کو شامل کیا گیا ہے۔ ایکٹ کی دفعہ 10(a) میں اتھارٹی کے قیام کا مقصد یہ بتایا گیا:

“(To) Recommend the Halal Standards developed for articles and processes, to be notified ...in this context the authority may consider the OIC Guidelines in schedule.1, relating to halal foods and articles processes.”³⁷

اس لحاظ سے استعمال کی جملہ اشیاء حلال فوڈ اتھارٹی کے دائرہ کار میں آتی ہیں اس میں کھانے پینے، ادویات، تزئین و آرائش وغیرہ کی تمام اشیاء شامل ہیں، اس میں حلال ذبیحہ کے متعلقہ امور بھی شامل ہیں۔ ان اشیاء کو استعمال کے قابل بنانے کے لئے تیاری کا مکمل پراسس، نقل و حمل کے لئے پیکنگ یا بیرون ملک سے ان اشیاء کی درآمد ہو یا ان اشیاء کو پیک کر کے بیرون ملک بھجوانا مقصود ہو یہ تمام صورتیں حلال فوڈ اتھارٹی کے دائرہ کار میں آتی ہیں کہ ان میں سے کسی مرحلے میں بھی ممنوعہ اشیاء یا طریق کار اختیار نہ کیا گیا ہو بطور خاص جب کہ مختلف ممالک سے یہ اشیاء درآمد کی جا رہی ہوں تو اس کو یقینی بنانا ضروری ہے کہ اس میں مختلف غیر مسلم ممالک اور غیر مسلم کمپنیوں کی مصنوعات شامل ہوتی ہیں کہیں ان میں حرام اجزاء شامل نہ کئے گئے ہوں۔ حلال فوڈ اتھارٹی کے تحت یہ تمام امور آتے ہیں۔ اس کے علاوہ جیسا کہ اتھارٹی کے تحت OIC (اسلامی کانفرنس کی تنظیم) کی گائیڈ لائن کو بنیاد بنانے کا تذکرہ کیا گیا ہے اس اعتبار سے اتھارٹی پر لازم ہے کہ ملک میں غذائی اجناس، ادویات اور دیگر استعمال کی اشیاء کی تیاری کے عمل سے وابستہ انڈسٹری خواہ یہ اشیاء اندرون ملک فروخت کی جا رہی ہوں یا پیکنگ کر کے بیرون ملک بھجوائی جا رہی ہوں تو ان میں حرام اجزاء کی آمیزش کے بجائے متبادل حلال ذرائع استعمال

کرنے کی اتھارٹی کی جانب سے نہ صرف یہ کہ ترغیب دی جائے بلکہ تمام انڈسٹریز کو اس کا پابند بنایا جائے اور اس کے لئے دنیا بھر میں موجود ایسے ماہرین کی مشاورت اور معاونت حاصل کی جائے جو ان شعبوں میں مہارت اور تجربہ رکھنے کے ساتھ حرام ذرائع سے چھٹکارا پانے کے لئے فکر مند ہوں جیسا کہ اس سے پہلے قواعد فقہیہ کی روشنی میں واضح کیا جا چکا ہے نیز فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ اور فقہ اکیڈمی انڈیا کی سفارشات میں بھی اسی کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ مزید برآں یہ کہ OIC (اسلامی کانفرنس کی تنظیم) کی گائیڈ لائن میں بھی اس نکتے پر بطور خاص زور دیا گیا ہے:

“(K) Any ingredient derived from the Non Halal Animals is not halal.

L) Formed halal animals which are intentionally and continually fed with non halal food.”³⁸

اس گائیڈ لائن میں واضح کیا گیا ہے کہ جہاں غیر حلال جانوروں کی فہرست میں خنزیر، کتا، مردار اور غیر شرعی مذبوہہ شامل ہے وہیں اس میں ان حرام جانوروں سے حاصل شدہ اجزاء بھی حرام سمجھے جائیں گے اور یہ کہ جن حلال جانوروں کی فارمنگ کے دوران انہیں ارادۂ اور تسلسل کے ساتھ حرام غذائی جاتی رہے تو ایسے جانوروں کو بھی حرام سمجھا جائے گا۔ اس لئے جیسے براہ راست حرام سے بچنا ضروری ہے اسی طرح بالواسطہ طور پر بھی حرام سے بچنا ضروری ہے جس کی دو صورتیں یہاں بیان کی گئی ہیں۔

نتائج و سفارشات و تجاویز:

❖ اشیاء میں اصل اباحت ہے، غلبہ ظن کی بنیاد پر حلت و حرمت کا اصول شرع مبین میں معتبر ہے۔ البتہ شک یا کسی کے وہم کی بنیاد پر حلال شے کو حرام اور حرام شے کو حلال گرداننا درست نہیں ہے۔ عام مسلمانوں کو اس طرح کے معاملات میں بالخصوص کسی شے کی حرمت کے بارے میں رائے زنی کرتے ہوئے پوری احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ مارکیٹوں میں دستیاب بیرون ملک بالخصوص غیر مسلم ممالک سے درآمد کی گئی غذائی پراڈکٹس کے استعمال سے قبل اس بات کا اطمینان کر لینا احتیاط کا لازمی تقاضہ ہے کہ اس میں کسی قسم کے حرام اجزاء کی ملاوٹ نہیں کی گئی ہے اور اس کے بعد اس کا استعمال کیا جائے۔

❖ حلال اور حرام اجزاء کی ترکیبی بالخصوص خنزیر اور شراب کی آمیزش سے تیار کی جانے والی غذاؤں اور دواؤں کے بارے میں مسلم اسکالرز، فوڈ انڈسٹری سے وابستہ مسلم صنعتکار، فوڈ انجینئرز و فارماسٹس سے گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وسیع کائنات میں موجود متبادل ذرائع کو بروئے کار لانے کی حکمت عملی کو اپنانا دینی تقاضا ہے۔

❖ پاکستان حلال فوڈ اتھارٹی سمیت دیگر تمام کوالٹی کنٹرول واسٹینڈرڈز کے اداروں پر لازم ہے کہ وہ حلال کے فروغ کے لئے تشکیل دی گئی پالیسیوں کے اطلاق پر پیش رفت میں تیزی لائیں۔ حلال کو فروغ دینے کے لئے عام صارفین، کاروباری حضرات، صنعتکاروں اور دیگر پروفیشنلز کی وسیع پیمانے پر آگاہی کے پروگرام شروع کیے جائیں اس مقصد کے لیے تمام تعلیمی اداروں، مساجد اور مدارس کے مابین ربط و ضبط بڑھانے کی ضرورت ہے۔

❖ خنزیر، الکحل، جانوروں کے فضلات اور خون کی آمیزش اور دیگر اجزاء سے تیار کی گئی غذائی مصنوعات اور ادویات سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہے لیکن اس وقت دنیا میں Food Science اور ادویہ سازی کے میدان میں مزید ترقی و توسیع کا سلسلہ جاری ہے اور اس کی قیادت ان لوگوں یا اداروں کے ہاتھ میں ہے جن کی اپنی اقدار ہیں اور وہ مسلمانوں کی اقدار کا خیال نہیں رکھتے۔ اس لیے انسانیت کو اس مشکل صورت حال سے نجات دلانے کے لیے ضروری ہے کہ اس میدان میں مسلمان اپنی دینی اقدار و روایات کے ساتھ پیش رفت کریں جن کی ان شعبوں میں مہارت اور تجربہ ہو۔

❖ سگریٹ نوشی اور گڑکا دونوں انسانی صحت کے لیے انتہائی مضر ہیں، ان موذی اشیاء کے استعمال کے نتیجے میں دنیا بھر میں کتنے ہی لوگ کینسر جیسی مہلک بیماریوں کا شکار ہو کر موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں اور ہر سال ان موذی اشیاء کے استعمال کے سبب ہونے والی اموات میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ قومی و بین الاقوامی ہر دو سطح پر قانون سازی کے ذریعے ان دونوں کے استعمال سے روکنے کی تدابیر اختیار کی جاتی ہیں، اس لیے شریعت کے مذکورہ بالا قواعد کی رو سے جن میں ضرر کے ازالے کی تلقین کی گئی ہے، بعض حضرات نے سگریٹ نوشی کی حرمت کا فتویٰ صادر کیا ہے³⁹۔ اسی طرح گٹکے کے بارے میں مضر صحت ہونے کی بنا پر احتراز برتنے کا فتویٰ بھی دیا گیا ہے جسے شریعت کی رو سے حرام نہ بھی قرار دیا جائے تب بھی ان مضر اشیاء کو کراہت سے خالی نہیں کہا جاسکتا۔⁴⁰

❖ انسانی معاشروں میں ایک طرف بے روزگاری اور غربت کی شرح میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے لیکن اس کے ساتھ روایتی اور غیر روایتی ذرائع ابلاغ پر غذائی اشیاء کے حوالے سے ایسے اشتہارات کی بھرمار ہے جن میں فاسٹ فوڈ، کولڈ ڈرنک اور کھانے کے پختارے دار مناظر شامل ہوتے ہیں۔ کھانے کی اشیاء میں لذت اور ذائقے کو بڑھانے کی غرض سے نت نئی ترکیبیں اور مختلف کمپنیوں کے مصالحوں کی سیریز اور کھانے پکانے کی تربیت پر مشتمل طویل پروگرام اور ایسے مقاصد کے لیے مختص کیے گئے کئی چینلز اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔ اس

طرح مختلف طریقوں سے گھر میں اور گھر کے باہر یکساں طور پر کھانے پینے کو واحد مقصد زندگی کے طور پر متعارف کرایا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ایسے تمام افراد معاشرہ جو ان تمام لذات دنیا کے حصول کی طاقت نہ رکھتے ہوں، ان کے اذہان و قلوب پر منفی اثرات مرتب ہونا عین فطری ہے اس لئے اس سلسلے میں اسلام کی اعتدال اور میانہ روی کی صفات کو پروان چڑھانے کی ضرورت ہے۔

حواشي وحواله جات:

- 1- ابن نجيم، زين العابدين، الاشباہ والنظائر، (بيروت، دار الكتب العلمية ١٩٩٣)، ص: ٦٦، جلال الدين السيوطي، الاشباہ والنظائر (قاهرة مصر، المكتبة التوفيقية ٢٠١٢ء)، ج: ١، ص: ١٢٥
- 2- ابن نجيم، الاشباہ والنظائر، ص: ٥٦، السيوطي، الاشباہ والنظائر، ص: ١٠٩
- 3- السيوطي، الاشباہ والنظائر، ج: ١، ص: ٨٥- ابن نجيم، الاشباہ والنظائر، ص: ١٦٥
- 4- محمود غازي، ذاكتر، قواعد كليه اور ان كا آغاز و ارتقا مع اضافات (اسلام آباد، شريعة اكيڊمي، انترنيشنل اسلامي يونيورسٽي، ٢٠١٢ء)، ص: ١١-١٢
- 5- مصطفى الزرقاء، المدخل الفقهي العام (دمشق، دار القلم، ٢٠٠٣ء)، ج: ١، ص: ٩٦٥
- 6- يونس: ٥٩
- 7- النحل: ١١٦
- 8- ترمذي، أبو عيسى محمد بن عيسى بن سورة، سنن الترمذي، باب ما جاء في لبس الفراء (مصر، شركة مكتبة مصطفى البابي الحلبي، ١٩٤٥ء)، ج: ٢٦-١- ابن ماجه، محمد بن يزيد، سنن ابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب اكل الجبن و السمن (دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي)، ج: ٣٣٦٤
- 9- أبو بكر أحمد بن عمرو البزار، مسند البزار، مسند أبي الدرداء رضي الله عنه (المدينة المنورة، مكتبة العلوم والحكم ٢٠٠٩ء)، ج: ١٠، ص: ٢٦
- 10- البقرة: ٢٩
- 11- ابن نجيم، الاشباہ والنظائر، (بيروت، دار الكتب العلمية ١٩٩٣ء)، ص: ٦٦، جلال الدين السيوطي، الاشباہ والنظائر (قاهرة مصر، المكتبة التوفيقية ٢٠١٢ء)، ج: ١، ص: ١٢٥
- 12- مسند البزار، مسند أبي الدرداء رضي الله عنه (المدينة المنورة، مكتبة العلوم والحكم ٢٠٠٩ء)، ج: ١٠، ص: 26
- 13- الكاساني، علاء الدين، بدائع الصنائع، (بيروت، دار الكتب العلمية ١٩٨٦ء)، ج: ١، ص: ٨٥
- 14- ابن نجيم، الاشباہ والنظائر، ص: ٥٦، السيوطي، الاشباہ والنظائر، ص: ١٠٩
- 15- نيباوري، مسلم بن الحجاج، صحيح المسلم، (دار إحياء التراث العربي، بيروت)، ج: ٩٨
- 16- ابن نجيم، الاشباہ والنظائر، ص: ٥٨
- 17- رد المحتار، كتاب الاشربة: ليس الاحتياط في الافتراء على الله تعالى باثبات الحرمة او الكراهة الذين لهما من دليل بل في القول بالاباحة التي هي الاصل وقد توقف النبي ﷺ مع انه هو المشرع في تحريم الخمر ام الخبائث حتى نزل النص القطعي-

- 18- السیوطی، الاشباہ والنظائر، ج: ۱، ص: ۱۰۹
- 19- السیوطی، الاشباہ والنظائر، ج: ۱، ص: ۱۱۶، ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص: ۵۹
- 20- ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص: ۵۹
- 21- ایضاً، ص: ۷۳
- 22- السیوطی، الاشباہ والنظائر، ج: ۱، ص: ۲۰۰، ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص: ۱۰۹
- 23- الصنعانی، أبو بکر عبد الرزاق، المصنف عبد الرزاق (الہند، المجلس العلمي ۱۴۰۳ھ)، ج: ۱۲، ص: ۱۲۷، أحمد بن الحسين البیهقی، سنن البیهقی، باب الزنا لا یحرم الحلال (مکة المكرمة، مكتبة دار الباز، ۱۹۹۲ء)، ج: ۱، ص: ۷۳
- ۱۶۹-
- بعض محدثین کے ہاں یہ حدیث مرفوعاً منقول ہے: کما ذکرہ الزلیقی شارح الکفر فی کتاب الصيد مرفوعاً اور بعض محدثین کے نزدیک یہ حدیث ابن مسعود سے موقوفاً منقول ہے: کما خرجه عبد الرزاق موقوفاً علی ابن مسعود، اگرچہ اس روایت سے متعلق بعض محدثین کا خیال یہ ہے کہ یہ روایت بے اصل ہے، اس کے باوجود اس حدیث سے ماخوذ قاعدے کو کئی موید قرائن کی بنا پر جس کی تفصیل متعلقہ مقام پر دیکھی جاسکتی ہے، فقہاء نے اس قاعدے کو قواعد فقہیہ کی ضمن میں بیان کیا ہے اور اس قاعدے کی رو سے کئی نظائر بھی بیان کئے ہیں۔ مزید برآں یہ کہ علامہ سیوطی نے تقی الدین السبکی کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ قاعدہ اپنے اصل مفہوم کے اعتبار سے درست ہے جس کا تقاضہ ہے کہ جب دود لائل باہم متضاد ہوں کہ ایک اباحت اور دوسری تحریم کا تقاضہ کرتی ہو تو ایسے موقع پر تحریم والے پہلو کو ترجیح دی جائے گی اور احتیاط کا بھی یہی تقاضہ ہے۔
- السیوطی، الاشباہ والنظائر، ج: ۱، ص: ۲۰۲ - ۲۰۰، ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص: ۱۱۰-۱۰۹
- 24- السیوطی، الاشباہ والنظائر، ج: ۱، ص: ۲۰۲ - ۲۰۰، ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص: ۱۱۰-۱۰۹
- 25- السیوطی، الاشباہ والنظائر، ج: ۱، ص: ۸۵، ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص: ۱۶۵
- 26- سنن ابن ماجہ (دار احیاء الکتب العربیہ، فیصل عیسی البانی)، ج: ۲۳۴۰-۲۳۴۱، أبو بکر أحمد البیهقی، سنن البیهقی، باب لا ضرر ولا ضرار (مرکز بصر للبحوث والدراسات العربیہ والإسلامیہ ۲۰۱۱ء)، ج: ۱۱، ص: ۵۴۲
- 27- السیوطی، الاشباہ والنظائر، ج: ۱، ص: ۱۷۱، ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص: ۹۰
- 28- النساء: ۲۹
- 29- اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، جدید فقہی مباحث (کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ ۲۰۰۹ء)، ج: ۱۸، ص: ۵۰-۴۸
- 30- ایضاً، ص: ۳۷-۳۸
- 31- ایضاً، ص: ۵۱
- 32- اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، جدید فقہی مباحث، ص: ۳۶
- 33- قاسمی، مجاہد الاسلام، اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کے فقہی فیصلے (ایف اے جی کیشنز، نئی دہلی سن ندرار) ص: ۴۱۰
- 34- ایضاً، ص: ۴۵۵-۴۵۴

<https://pnac.org.pk/halal-certification-bodies/>³⁵

³⁶<http://www.pakistanhalalauthority.org.pk/AboutUs.aspx>

³⁷The Gazette of Pakistan Extra, March 1 2016 10(a)

³⁸ ایضاً، دفعہ ۱-۱-۵ اور دفعہ ۵-۱-۱

³⁹ القرضاوی، یوسف، فتاویٰ یوسف القرضاوی (اردو) (لاہور البدر پبلیکیشنز ۲۰۱۲ء)، ج: ۱، ص: ۳۳۶-۳۳۷

⁴⁰ آن لائن فتاویٰ، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی